آج کل مسلم معاشرے میں نکاح کو دشوار بنادیا گیا ہے۔ اس پر اتنا صرفہ آتا ہے کہ اوسط یا معمولی آمدنی والے شخص کو اس کے لیے بہت جتن کرنے پڑتے ہیں اور کافی سرمایہ اکٹھا کرنا پڑتا ہے۔ لڑکی کے نکاح کا معاملہ ہو تو وہ اس کے سرپرست کے لیے اور بھی دشوار اور پریشان کن رہتا ہے۔ اس لیے کہ برأت کی خاطر مدارات، جہیز اور دیگر رسوم کی ادایگی کے لیے خطیر رقم کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے لیے بسا اوقات قرض تک کی نوبت آجاتی ہے۔

فقہا نے مسجد میں نکاح کی تقریب منعقد کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ اس سے دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں: ایک تو نکاح بہت سادگی سے انجام پاتا ہے، دوسرے اس کی تشہیر بھی ہوجاتی ہے، البتہ انھوں نے تاکید کی ہے کہ تقریبِ نکاح کی انجام دہی کے دوران میں مسجد کے تقدس و احترام کا خیال رکھا جائے، شور و شغب نہ ہو، بلاضرورت اِدھر اُدھر کی باتیں نہ کی جائیں، وغیرہ۔ (فتح القدیر، ۲/ ۳۴۳-۳۴۴)

اس موضوع پر ایک حدیث بیان کی جاتی ہے، جو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَعۡلِنُوۡا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجۡعَلُوۡهُ فِي الۡمَسَاجِدِ وَاضۡرِبُوۡا عَلَيۡهِ بِالدُّفُوۡفِ (ترمذی:۱۰۸۹) ’’نکاح کا اعلان کرو، اسے مسجدوں میں کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ‘‘۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی عیسٰی بن میمون الانصاری کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے (فتح الباری، ۹/ ۲۲۶)۔ البتہ اس کا ابتدائی حصّہ (نکاح کا اعلان کرو) دیگر روایتوں سے ثابت ہے، اس لیے صحیح ہے۔

مسجد میں تقریبِ نکاح منعقد کرنے کو حکمِ نبوی ثابت کرنا تو درست نہیں، لیکن اسے بدعت کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ عہدِ نبویؐ میں مسجد کو نماز کے علاوہ دیگر کاموں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا، مثلاً تعلیم و تربیت، معاملات کے فیصلے، حدود و تعزیرات کا نفاذ وغیرہ۔ اس بنا پر اگر مسجد کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں تقریبِ نکاح منعقد کی جائے تو وہ نہ صرف جائز، بلکہ بعض پہلوؤں سے پسندیدہ ہے۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)